ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت قرآن کریم

وقت 5-7 منٹ

مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بُھلایا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ط وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ (البقرہ:122)

یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اُس کی تلاوت ایسے کرتے ہیں جیسا کہ اُس کی تلاوت کا حق ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جو (در حقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اِس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

معزز سامعین! میری تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ یہ شعر ہے۔

مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بُھلایا

آپؑ نے اِس شعر میں اُن دردناک حالات پر غور کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جن کے بارہ میں سوچ کر زخم ہرے ہوتے ہیں اور انسان میں اظہار کی تاب نہیں رہتی۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ”مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا کہ جب تعلیمِ قرآں کو بُھلایا“ جیسے موضوع پر لب کشائی، یا کچھ رقم کرنے سے ایک ماہر گفتار اور پختہ قلمکار بھی خود کو زبان وبیان میں عاجز، قلتِ الفاظ سے دوچار اور اظہار میں بے بس پائے گا۔

تاریخ اِس امر پر شاہد ہے کہ جب تک مسلمان قرآنِ کریم کی تعلیمات اور ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا رہے تو وہ فتح و نصرت کے چراغ روشن کرتے رہے، مشرق و مغرب ان کے زیر نگیں ہوئے اور دنیا پر اِن کی حکمرانی کا سِکّہ چلتا رہا، قیصر و کسریٰ کی طاقتور حکومتیں مسلمانوں کے سامنے کمزور نظر آتی تھیں، فارس اور روم کی سُپر پاور اِن کے قدموں تلے روندی گئیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسا عروج عطا فرمایا کہ تاریخ جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، صحرا اور دریا اُن کی ٹھوکر سے دو نیم ہوئے، پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی بنے، ایماں کی حرارت والوں نے نعرہ تکبیر بلند کرکے باطل کے محلات میں زلزلے طاری کر دیئے، دنیا میں علم کی روشنی پھیلی، ہدایت کا نور عام ہوا، توحید سے دنیا منور ہوئی۔

مسلمانوں کو محبتِ الٰہی کے میدان میں شدید آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیتے، اُن کے دلوں میں ایمان کا نور جلوہ گر تھا، ظلم کا ہر وار ہنس کر سہتے اور اپنے خونِ دل سے چمن کو آراستہ کرکے اپنے آپ کو زندہ جاوید کر گئے، وہ چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے، لوہے میں ڈوبے ہوئے دشمنوں کے سامنے جاتے، وہ حادثوں کی گود میں پلتے اور زمانے سے ٹکرا جاتے، وہ خدا کی محبت اور عشق کے سفینہ پر سوار ہو کر ہر بحرِ غم کو عبور کرتے رہے، سمندر انہیں پایاب معلوم ہوتا تھا، ان کی جرأت اور عزم و استقامت کے ارد گرد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حصار ہوتا، خدا اُن کی ڈھال بن جاتا جو اُنہیں تسلیم و رضا کے آداب سکھاتا، خدا کے فرشتے اُن پر نازل ہوتے اور اُنہیں یقین و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر جاتے۔اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔

سہتے ہیں جو دنیا کے ستم صبر و رضا سے
پاتے ہیں وفاؤں کا صلہ اپنے خدا سے

مسلمانوں نے صدق ووفا کے جو چراغ روشن کیے زمانے کی تند و تیز آندھیاں اُنہیں بجھا نہیں سکیں۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یعنی یہ لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طُرّہ امتیاز تھا کہ گویا وہ جیتا جاگتا قرآن ہوں۔ قرآنی آیات پر غور و فکر کرتے۔ اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے۔ قدم قدم پر قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرتے تھے اسی لیے دونوں جہانوں کی کامیابیوں سے سرفراز ہوئے۔ عذاب کی آیتوں پر اُن کے دل دہل جاتے تھے اور رحمت کی آیتوں پر اُن کے دل روشن اور معمور ہو جاتے تھے۔ اُن کے دن قرآن مجید پر تدبُّر کرتے ہوئے بسر ہوتے تو راتیں قرآن مجید کی تلاوت و ترتیل میں گزرتیں۔ وہ پیارے لوگ، وفاؤں کے پُتلے، جو قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لیے نہ دن دیکھتے تھے نہ رات، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دل و جان سے قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اپنی نجات کے سامان کیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو دیکھو کہ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہو گئے کہ وہ اس کے لئے ہر ایک تکلیف اور مصیبت اٹھانے کو ہر وقت تیار تھے۔ انہوں نے یہاں تک ترقی کی کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (البینۃ:9) کا سرٹیفیکیٹ ان کو دیا گیا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 527-528)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو! انہوں نے جب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے، پورے ہو گئے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409)

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی قربانیاں تاریخ کے ماتھے پر جھومر کی طرح جگمگا رہی ہیں۔ تاریخ کی آنکھ نے اِس سے پہلے کبھی ایسے نظارے نہیں دیکھے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ (البقرہ:149) اے مومنو کی جماعت! تمہارا نصب العین نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا ہے، کی عملی تصویر بن کر، احکامِ خداوندی کی پیروی، توکّل علی اللہ، دعا، عزم اور مسلسل جدوجہد سے طوفانی پانیوں میں منزل کی طرف بڑھتی کشتی کی طرح ترقیات کی منازل طے کرتے چلے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”عرب جاہل تھے وحشی تھے... مگر جب انہوں نے قرآن کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے استاد اور معلم بنے۔ وہی وحشی متمدّن دنیا کے پیشرو اور تہذیب و شائستگی کے چشمے کہلائے... وہ جو حکومت کے نام سے ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہو گئے مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اِسی قرآن کی بدولت پس تیرہ سو برس کا مجرّب نسخہ موجود ہے جو اس قوم نے استعمال کیا۔“

(خطبات نور صفحہ 35)

قرآن کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اِس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

سامعین! مسلمان جب بھی عروج و ترقی کی تہذیبوں کی رفعتوں تک پہنچے تو یہ ارفع مقام انہیں اتباع قرآن ہی کے نتیجہ میں ملا۔ غیر بھی معترف ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیمات نے انقلاب پیدا کر دیا تھا۔

پارسی جماعت کے مایہ ناز لیڈر سر فیروز شاہ مہتہ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ”جامِ جمشید“ اپنی مشہور تصنیف ”مذہب کی روشنی“ میں تحریر کرتے ہیں:

”قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے... یہ ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی' جب ہر طرف ایک ہولناک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف ظلم و ستم کا طوفان برپا تھا... نسلِ انسانی کا کوئی شرف باقی نہیں رہا تھا۔ ان حالات میں ہدایت کا سورج چمکا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کی عام فہم تعلیمات نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا اور انصاف اور تہذیب کی روشنی پھیل گئی۔“ (مذہب کی روشنی، صفحہ 110)

مسلمان جب تک قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے وہ فاتح کی حیثیت سے پوری دنیا پر چھائے رہے۔ لیکن جونہی مسلمانوں نے تعلیماتِ حق سے روگردانی کی، اُنہیں ندامت کے دن دیکھنے پڑے، تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے لمحات میں غلطیاں کیں اور صدیوں کی سزا پائی۔

آخر کیوں اُمتِ مسلمہ ترقی کی منازل کو چھونے کے بعد پستی کی راہ پر گامزن ہوگئی اور آج اس کے دامن پر ذلت و رسوائی کا داغ کیوں ہے؟۔ جب مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات سے منہ موڑا تو ذلت اور پستی ان کا مقدر بن کے رہ گئی۔ عصرِ حاضر میں مسلمانوں نے جس طرح احکامِ خداوندی کو فراموش کیا اِس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ جب امتِ مسلمہ نے اپنا رشتہ قرآنِ مجید سے کمزور کر دیا تو ان پر زمانے بھر کی تکالیف اور مصیبتیں آنا شروع ہوئیں۔ وہی امتِ مسلمہ جس کو دنیا میں غالب آنے کے لیے پیدا کیا گیا، اپنے اعمال کے نتائج کی روشنی میں غیروں کے ہاتھوں ذلّت و رسوائی کی تصویر بن گئی۔ علامہ اقبال نے اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اِس زمانہ کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر مولانا الطاف حسین حالی کہتے ہیں۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

مشہور خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

”ہمارا اسلام، ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ تو صریحی کفر ہے۔ ہمارے دل دین کی سمجھ سے دور، ہماری آنکھیں بصیرت سے ناآشنا، کان سچی بات سننے سے گریزاں... یہ اسلام جو تم نے اختیار کر رکھا ہے کیا یہی اسلام ہے جو نبی نے سکھلایا تھا۔ کیا ہماری رفتار و گفتار اور کردار میں وہی دین ہے جو خدا نے نازل کیا تھا؟... ہمارا تو سارا نظام کفر ہے قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویز کے لئے اور قسم کھانے کے لئے ہے۔“

(آزاد 9 دسمبر 1949ء)

جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر رسالہ ”چٹان“ لاہور لکھتے ہیں:

”اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک زوال پذیر قوم کی تمام نشانیاں انہوں نے قبول کر رکھی ہیں۔“

(چٹان 9/ اگست 1963ء)

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان نے مسلمانوں کے بارے میں لکھا:

”یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے 999 فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے۔“

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ 130)

آج کے مسلمانوں نے لفظوں میں الجھ کر عمل کو فراموش کر دیا ہے، مذہب کو سیاسی عزائم کا اسیر بنا دیا، لفظوں کے غازی ہیں اور حقائق سے آنکھیں چراتے ہیں ہماری باتیں دلوں کو لبھاتی ہیں مگر ہمارا عمل انسانیت کو شرماتا ہے، ہم وہ مسلمان ہیں جن کو دیکھ کر اسلامی روایات کو پسینہ آجائے، امتی بجائے امن و سلامتی کی خیرات تقسیم کرنے کے اغیار کے آلہ کار بن کر خود کش حملوں سے زندہ شہروں کو لاشوں کا ڈھیر بنا رہے ہیں، ذلت و رسوائی مسلمانوں کا مقدر بن چکی، چشم فلک ہماری ذلت کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ اسلام کے نام پر محافل اور مجالس سجانے والے تو بہت ہیں مگر ان کے لفظوں میں خلوص و ایمان کی ادنیٰ سی بھی مہک نہیں، اسلام کے نام پر مسجدیں نہیں بلکہ اپنی اپنی دوکانیں سجائی ہوئی ہیں۔

رہ گئی رسمِ اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسلمان اسلاف کا نام تو لیتے ہیں مگر اسلاف کی قوت عمل سے آنکھیں چراتے ہیں۔ آج مسلمان اس بدترین حالت سے دوچار ہیں جس پر وقت کا مؤرخ مرثیہ لکھنا ہی پسند کرتا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ آج اس دین کے پیروکار ہی دنیا میں سب سے زیادہ معتوب ہیں جن کی حشمت کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ کی دیواریں اُن کے نام سے تھر تھر کانپتی تھیں۔ آج دشمنانِ اسلام ہمارے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں، جو قوم بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دینے کی صلاحیت رکھتی تھی آج ہموار زمین پر بھی اس کے پیروں میں چھالے ہیں، جس قوم کی تاریخ میں کشتیاں جلا دینے کی روایت ہو آج اس کی عزم و ہمت مردہ کیسے ہوگئی؟
اخلاقیات کی سطح پر ہماری شناخت مٹ چکی ہے۔ ایثار، محبت، قربانی جیسے الفاظ اب صرف تحریر و تقریر کی ہی زینت رہ گئے ہیں۔ الغرض ایک دو زخم نہیں سارا جگر چھلنی ہے۔ درد بے چارہ پریشاں ہے کہ کہاں سے اٹھے؟

ہونٹ خاموش ہیں اِک مرگ کا سناٹا ہے
ہم تو شرمندہ ہیں اِس دَور کے انساں ہو کر

سامعین! آج ہم اسلام کی عظمت اور اپنے اسلاف کی شوکت کو کتابوں میں دیکھتے ہیں اور پھر اُمت کی زبوں حالی کا منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ آج مسلمان عالمِ روحانیت سے گریزپا ہو کر زر پرستی کو شعار بنائے ہوئے ہیں۔ مسلمان اپنی اصل بھول چکے ہیں۔ یہ تو وہ قوم ہے جو ذکر و تلاوت سے اپنی زبان تر رکھتے تھے، جن کی جبینیں سجدوں کے نشانوں سے چمکتی تھیں، جو قیام اللیل کے شوق اور علم کے ذوق و عمل کے شیدائی تھے۔ جو چھوٹی سی عمر میں محمد بن قاسم بن جاتے تھے۔ آج اُن کی جبینیں سجدوں کی نعمت سے عاری تو روح حلاوت ایمانی سے محروم ہے، اُن کے چہرے عبادت کے نور کی نورانی چمک اور معرفت کے نور کی دمک سے محروم ہیں۔ مقام فکر ہے کہ مسلمان کیا تھے اور کیا ہوگئے؟ آج کا مسلمان کیوں ذلت کی وادیوں میں اُتر رہا ہے؟ اس لئے کہ اُس نے اِن عظیم اقدار کو بُھلا دیا جو ہماری میراث تھیں، مسلمانوں نے زمانے کی نیرنگیوں میں کھو کر اپنا منصب بھلا دیا۔ آج کے مسلمان کو سوچنا ہوگا کہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ درست سمت نہیں ہے، جہاں مستقبل تاریک ہو، جہاں نتیجہ منفی ہو، ایسی راہ سے دوری میں ہی بھلائی ہے!

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پیارے بھائیو! مسلمانوں کو اپنے ورثے کی طرف لوٹنا ہوگا، موجودہ مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ قرآنِ کریم ہمارا رہبر ہو۔

یا الٰہی! فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۃ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ تو صحابہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آخَرِينَ مِنْهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ پوچھا گیا۔ اس مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثُریّا ستارے کے پاس بھی ہوگا تو ان اہلِ فارس میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو واپس لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ

يُقِيمُ النَّاسَ عَلٰى مِلَّتِيْ وَشَرِيْعَتِيْ

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 17)

کہ مہدی لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔

فرمایا۔

يَقُوْمُ بِالدِّيْنِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ كَمَا قُمْتُ بِهٖ فِيْ اَوَّلِ زَمَانٍ

(ینابیع المودۃ جز ثالث صفحہ 165)

کہ امام مہدی آخری زمانہ میں دین کو اس طرح قائم کرے گا جس طرح میں ابتدائی زمانہ میں اسے قائم کر رہا ہوں۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب نیّرِ اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ شش جہات کو جگمگا رہا تھا اور اس کی کرنیں ایک عالَم کو منور کر رہی تھیں کہ ایک دن سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَسَدَ الدِّيْنُ وَلَا يُصْلِحُهٗ اِلَّا الْمَهْدِيْ

(ینابیع المودۃ جز 2 صفحہ 83)

کہ اُمت پر ایک ایسا دَور آئے گا کہ دین میں بگاڑ آجائے گا جسے مہدی کے سوا کوئی اور دور نہ کر سکے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معاملات شدت اختیار کر جائیں گے۔ دنیا پر ادبار چھا جائے گا۔ لوگ بخیل ہو جائیں گے۔ شریر قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے نازک حالات میں اللہ کا مامور ظاہر ہو گا... ظہورِ مہدی کے وقت فتنے بہت بڑھ جائیں گے۔

(مناہل العرفان جلد 3 صفحہ 80)

دیگر مذاہب کی مقدس کتب میں بھی آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کے لئے ایک موعود کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ چنانچہ چودھویں صدی کے آخری زمانہ میں جب دنیا کی حالت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور تری میں، دنیا میں ہر طرف فساد اور خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں، کفر و شرک نئے نئے ہتھیاروں سے اسلام پر حملہ آور تھا اور مادیت کی تمام طاقتیں اکٹھی ہو کر روحانیت کو کچلنے کے درپے تھیں، بعض مسلمان اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی گود میں پناہ ڈھونڈ رہے تھے، اخلاقی اور ایمانی اور عملی قوتیں کمزور اور مُردہ ہو گئیں اور قرآنِ کریم کی طرف بالکل توجہ نہ رہی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ جمعہ کی آیات کے نزول کے وقت جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا تھا۔ مسلمانوں کی زبوں حالی پکار پکار کر ایک مصلح کی ضرورت کا اعلان کر رہی تھی جو اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بادِ مخالف کی موجوں سے بچا کر کنارے پر لگائے۔ ایسے خطرناک وقت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود کے خدائی القابات سے سرفراز کر کے اُمتِ مرحومہ کی رہبری کے لئے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے کہ وہ وقت کے امام کو پہچانیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے... سوائے حق کے طالبو! سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی۔ کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گزشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا نا قابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے، کس قدر عیسائیوں میں جا ملے، کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس

قدر اسلام کے رد کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرورنہ تھا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ نعمت الٰہی کو رد مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتداء سے نبی کریمؐ نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے یہ عملی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان، یہ فسق و فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک و بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایماناً کہو کہ حضرت آدم سے لے کر تا ابد اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنی کرو جو ہو سکتے ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 251-254)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

"بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 473)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ امام جس کی قرآن کریم میں پیشگوئی ہے اور جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جب وہ آئے تو میرا سلام کہنا، اس پر ایمان لانا بہر حال ضروری ہے... پس ایمان مکمل کرنے کے لئے اور روحانی زندگی کے لئے اس زمانے کے امام کا ماننا ضروری ہے۔"

فرمایا:

"اپنے ایمانوں کو جلا بخشنے کے لئے، اپنے مُردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے اس زمانے کے امام پر ایمان لائیں۔"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 403-404)

اسلام کے اِس دورِ آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تا کہ ایمان ثریا سے واپس لا کر قلوب میں بسایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ 15)

مہدی آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی و الہام، علم قرآن اور نور بصیرت پا کر نیز اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گامزن ہو کر مسلمانوں کے بھلائے ہوئے اور چھوڑے ہوئے قرآن کو ثریا سے واپس لا کر دوبارہ انسانی قلوب میں زندہ کر کے دکھا دیا اور دنیا کے تمام مذاہب پر قرآنی افضلیت و برتری ثابت کر کے دکھا دی۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت نے تاریکی کے اِس دَور میں اسلام پر آئی ہوئی شبِ غربت کو نورِ مبین میں بدل دیا۔ روحانی لحاظ سے اس وقت دنیا پر خزاں کا سا سماں ہے لیکن بابرکت شجرِ خلافت سے وابستہ ہونے کی برکت سے ہم پر بہار ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے روحانی انقلاب کے ایک قطرے کو جو قادیان سے چلا تھا دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں تبلیغِ اسلام، مساجد کی تعمیر، قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام کر رہی ہے۔ آج شاہراہِ ترقی اسلام کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس پر

جماعت احمدیہ پوری شان کے ساتھ مصروفِ عمل نہ ہو، دنیا کا کوئی خطہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں۔ ہر آن اور ہر جگہ عالَم احمدیت پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سورج ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب تمام دنیا پر احمدیت کا جھنڈا لہرائے گا اُس وقت ایک خدا، ایک رسول اور ایک قِبلہ ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خدا کرے کہ دنیا کا ہر انسان قرآن کے عشق میں مبتلا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ہر ایک کی زبان پر ہو۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
جو عاشقِ قرآں ہوا وہ کامیاب ہے
دونوں جہاں سنوارے یہ ایسی کتاب ہے

(بتعاون: مکرم حافظ عبد الحمید صاحب)